باعصمت یونانی بیوی کا مرتبہ بہ غایت پست تھا اس کی زندگی مدت العمر غلامی مں بس ہوتی تھی، لڑکپن میں اپنے والدین کی جوانی میں اپنے شوہر کی اور بیوگی میں اپنے فرزندوں کی رواشت میں اس کے مقابلہ میں اس کے مرد اعزہ کا حق ہمیشہ راجح سمجھا جاتا تھا، طلاق کا حق اسے قانوناً ضرور حاصل تھا تاہم وہ عملاً اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی تھی کہ عدالت میں اس کا اظہار دینا یونانی ناموس حیا کے منافی تھا البتہ وہ اپنے ساتھ جہیز ضرور لاتی تھی اور اپنی لڑکیوں کو بھی شادی کے وقت جہیز دینا اس کے فرائض میں داخل تھا دوسری بات یہ تھی کہ انتیھیا کا قانون یتیم لڑکیوں پر کاص طور سے مہربان تھا لیکن بس ان دو باتوں کے سوا کوئی شے حقوق نساں کی تائید میں پیش نہیں کی جاسکتی فلاطون نے بے شبہ مرد و عورت کا مساوات کا دعویٰ کیا تھا لیکن یہ تعلیم محض زبانی تھی عملی زندگی اس سے بالکل غیر متاثر رہی۔ (۳)

روما میں عورت سے سلوک:

عورت کا مرتبہ رومی قانون نے ایک عرصہ دراز تک نہایت پست رکھا، افسر خاندان جو باپ ہوتا یا شوہر اسے اپنے بیوی بچوں پر پورا اختیار حاصل تھا اور وہ عورت کو جب چاہے گھر سے نکال سکتا تھا جہیز یا دولھن کے والد کو نذرانہ دینے کی مطلقاً رسم نہ تھی اور باپ کو اس قدر اختیار حاصل تھا کہ جہا چاہے اپنی لڑکی کو بیاہ دے، بلکہ بعض دفعہ تو وہ کی کرائی شادی کو توڑ سکتا تھا زمانہ مابعد یعنی تاریخی دور میں یہ حق باپ کی طرف سے شوہر کی طرف منتقل ہوگیا تھا اور اس کے اختیارات یہاں تک وسیع ہوگئے کہ وہ چاہے تو بیوی کو قتل تک کرسکتا تھا، ۵۲۰ سال تک طلاق کا کسی نے نام نہیں سنا۔(۴)

قدیم مذاہب نے بھی جو اخلاق کے سب سے بڑے معلم تھے عورتوں کی حالت میں کوئی خاص تغیر نہیں پیدا کیا، یہودی مذہب نے جو محض اخلاقی تعلیم کا مبلغ نہیں بلکہ یہودیوں کے لیے ضابطۂ حیات ہے عورت کو اس جرم میں کہ اس نے حضرت آدم کو بہکایا تھا، ہمیشہ کے لیے مردوں کا محکوم بنا دیا۔

"اور خداوند نے کہا میں تیرے دردِ حمل کو برھاؤں گا، تو درد کے ساتھ
بچہ جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت

کرے گا۔''(۵)

مرد کی موجودگی میں وراثت میں عورت کا کوئی حصہ نہیں ہے، عیسائی مذہب میں عورتوں کے متعلق یہ احکام ہیں: ''چاہیے کہ عورت چپ چاپ کمال فرمانبرداری سیکھے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے، یا آپ شوہر پر حکم بن بیٹھے، بلکہ خاموشی کے ساتھ رہے، کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا، بعد اس کے حوا، اور آدم نے فریب نہیں کھایا، پر عورت فریب کھا کر گناہ میں پھنسی''۔(۶)

ایک دوسرے خط میں پولس کا ارشاد ہے:

''مرد کو نہ چاہیے کہ اپنے سر کو ڈھانپے کہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے پر عورت مرد کا جلال ہے، اس لیے مرد عورت سے نہیں، بلکہ عورت مرد سے ہے اور مرد عورت کے لیے نہیں، بلکہ عورت مرد کے لیے پیدا ہوئی۔''(۷)

عورت سراپا فتنہ و شر سمجھی جاتی تھی، عابد و زاہد اس کے سایے سے بھاگتے تھے، بڑے بڑے راہب اپنی ماں تک سے ملنا اور اس کے چہرہ پر نظر ڈالنا معصیت سمجھتے تھے، رہبانیت کی تاریخ عورت سے نفرت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے، لیکی نے اس کے بڑے درد انگیز واقعات نقل کئے ہیں۔

ہندو مذہب میں عورتوں کی حالت سب سے برتر تھی، ان کی کوئی حیثیت نہ تھی، وہ زندگی کے ہر مرحلے میں مردوں کی محکوم تھیں، منوسمرتی میں عورتوں کے متعلق یہ احکام ہیں:

''عورت نابالغ ہو یا جوان، یا بوڑھی گھر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے۔''(۸)

''عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے، جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور شوہر کی موت کے بعد اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے، خود مختاری کبھی نہ کرے۔''(۹)

''عورتوں کے لیے عبادت کی ضرورت نہیں، شوہر کی خدمت اس کے لیے سب سے بڑی عبادت اور نجات کا ذریعہ ہے، عورتوں کے لیے یگیہ اور

برت اور اُپاس علحدہ نہیں ہے، صرف شوہر کی خدمت گذاری سے سورگ
لوک میں پہنچ کر اعلیٰ درجہ پاتی ہے۔''(۱۰)

''شوہر کی موت کے بعد عقد ثانی کی اجازت نہیں اس کا فرض ہے کہ
قوت لایموت پر پاکبازی سے زندگی بسر کردے۔''

شوہر کی موت ک بعد دوسرے شوہر کا نام بھی نہ لے۔۔۔ مرتے دم تک یم سے بھرم چاری ہوکر لاگر بدنی کے ساتھ زندگی بسر کرے۔(۱۱)

چانکیہ نیتی میں عورتوں کے متعلق یہ خیالات ہیں:

۱۔ ''جھوٹ بولنا، بغیر سوچے کام کرنا، فریب، حماقت، طمع، ناپاکی، بے رحمی، عورت کے جبلی عیب ہیں۔''(۱۲)

۲۔ ''شہزادوں سے تہذیب اخلاق، عالموں سے شیریں کلامی، قمار بازوں سے دروغ گوئی اور عورتوں سے مکاری سیکھنی چاہیے۔''(۱۳)

۳۔ ''آگ، پانی، جاہلِ مطلق، سانپ، خاندان شاہی اور عورت یہ سب موجبِ ہلاکت ہیں ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔''(۱۴)

۴۔ ''دوست، خدمت گار اور عورت، مفلس آدمی کو چھوڑ دیتے ہیں، اور جب وہ دولتمند ہو جاتا ہے پھر اس کے پاس آجاتے ہیں۔''(۱۵)

اسلام میں ماں سے حسن سلوک:

اس کے مقابلہ میں اسلام نے عورت کو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اس کی ایک بڑی نعمت قرار دیا ہے اس کا ذکر خیر اور مدح کے ساتھ کیا ہے اس کے ساتھ حسن سلوک، حسن معاشرت اور نرمی و ملاطفت کی تاکید کی ہے، ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے اس کے حقوق متعین کیے ہیں، اس کو وراثت میں شریک کیا ہے، اس کی املاک کا اس کو مالک بنایا ہے۔

اسلام نے ماں کی عزت وتکریم کے سلسلہ میں صرف اسی قدر اہمیت پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کو اتنا بلند اور معزز مقام عطا کیا ہے کہ اگر ماں خدانخواستہ مشرکہ اور کافرہ ہو، پھر بھی اس کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمہ کا حکم دیا ہے۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ فرماتی ہیں:

''عہد نبوت میں میری والدہ میرے پاس امداد کی امید پر آئیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے معلوم کیا کہ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور'' (۱۶)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں: ''قیلہ بنت عبدالعزیٰ نے اپنی لڑکی اسماء بنت ابو بکر کے پاس کچھ تحفے بھیجے، جن میں پنیر اور گھی تھا، قیلہ کو حضرت ابو بکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں ہی طلاق دے دی تھی، تو حضرت اسماءؓ نے ماں (قیلہ) کا تحفہ لینے اور انہیں اپنے گھر میں داخل کرنے سے انکار کر دیا اور تحفہ لینے اور گھر میں آنے کے متعلق، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنے کی غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے

"لا ینھاکم ... الخ"

والی آیت نازل فرمائی۔'' (۱۷)

''قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اپنے ذکر کے ساتھ، والدین سے بہتر سلوک کا ذکر کیوں فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کا پروردگار تو رب کائنات ہے، جس نے زمین بنائی، ہوا، پانی، سورج، چاند وغیرہ پیدا کئے، پھر بارش برسائی اور پھر انسان کی ساری ضروریات زندگی زمین سے وابستہ کر دیں' پھر اس کے بعد انسان کی پرورش کا ظاہری سبب اس کے والدین کو بنایا' اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس قدر مشکل سے انسان کا بچہ پلتا ہے کسی جانور کا بچہ اتنی مشکل سے نہیں پلتا۔

اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما کر نہ صرف یہ کہ کافرہ مشرکہ والدہ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی، بلکہ ایک دستور بھی بیان کر دیا کہ نہ صرف ماں بلکہ عزیز و رشتہ دار میں سے جو بھی اچھا سلوک نہ کرے، اس کے باوجود اس کے ساتھ حسن سلوک اور منصفانہ برتاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انھیں اف تک نہ کہو۔ اور نہ ہی انہی جھڑکو اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے سامنے جھک کر رہو۔ اور ان کے حق میں

دعا کیا کرو کہ اے میرے رب !ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔"(۱۸)

اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جب بڑھاپے کو پہنچ جائے تو تمہیں ان کے حق میں پانچ باتوں کی پابندی کرنی ہے اور وہ یہ ہیں:

پہلی یہ کہ تم انہیں اُف تک نہیں کہنا، اور اُف سے مراد ہر تکلیف دہ اور ناگوار قول وفعل ہے، جس سے والدین کو ذہنی یا روحانی تکلیف پہنچے لہذا، اولاد پر لازم ہے کہ والدین سے نرمی اور اچھے انداز سے بات کرے اور انہیں کوئی بری بات نہ سنائے حتیٰ کہ اف تک نہ کہے کیونکہ یہ بھی ہلکے درجے کی گستاخی ہے، اور جب ہلکے درجے کی گستاخی جائز نہیں تو اس سے بڑی گستاخی بھی حرام ہے۔

دوسری یہ کہ تم انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور یہ اس لیے کہ والدین کا مزاج بڑھاپے کی وجہ سے عام طور پر چڑچڑا سا ہو جاتا ہے، اور ان کی کسی بات پر اولاد کو غصہ بھی آسکتا ہے' تو اولاد کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ والدین کی باتیں برداشت کرے اور ان کے سامنے الٹی سیدھی باتیں نہ کرے اور انہیں نہ جھڑکے اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔

تیسری یہ کہ والدین سے بات کرو تو ادب واحترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے بات کرو۔

چوتھی یہ کہ والدین پر رحم اور ترس کرتے ہوئے ان کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھک کر رہو، جس طرح ایک چڑیا اپنے چوزوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتی ہے اور ہر طرح سے ان کی حفاظت کرتی ہے، اسی طرح جب اولاد جوان ہو جائے اور والدین بوڑھے ہو جائیں تو وہ ہر دم ان کی حفاظت کرے اور ان کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہے۔

پانچویں یہ کہ ان سے اچھے برتاؤ کے ساتھ ساتھ ان کے لیے دعا بھی کرتے رہو کہ

"اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے (محبت وشفقت کے ساتھ) بچپن میں میری پرورش کی۔"

خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں پانچ احکامات

دیئے ہیں جن کی پابندی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

والدین کی دعا:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین قسم کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی دعا اپنے بیٹے کے لیے۔''(۱۹)

والدین کی نافرمانی کا گناہ اور اس کی سزائیں:

والدین اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور ان کی خدمت دنیا اور آخرت کے لیے سعادت ہے اور جو شخص اس سعادت سے محروم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور جہنم کا ایندھن ہے۔ والدین کو بالواسطہ یا بلاواسطہ برا کہنا بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''والدین کو گالی دینا، بہت بڑا گناہ ہے۔''

صحابہ نے عرض کیا:

''کوئی والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ لوگوں کو تنگ کرتا ہے یا کسی کے والدین کو برا کہتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ اس کے والدین کو برا کہتے ہیں۔''(۲۰)

حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے بڑے گناہ تین ہیں: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا۔''(۲۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کسی بھی گناہ کی سزا کو قیامت تک مؤخر کرنا چاہے تو کر دے، لیکن والدین کی نافرمانی ایک ایسا گناہ ہے اس کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے پہلے ضرور دے گا۔''(۲۲)

والدین کے دوستوں سے حسن سلوک:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''والد کے دوستوں سے حسن سلوک کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔''(۲۳)

حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو مکہ کے راستے میں ایک دیہاتی ملا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں سلام کیا اور انہیں اپنی سواری پر سوار کرلیا اور اپنا عمامہ اپنے سر سے اتار کر اس کے سر پر رکھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا:

''اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ دیہاتی لوگ تو بہت تھوڑے پر راضی ہوجاتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

''اس کا والد میرے والد کا دوست تھا۔'' (اس لیے میں نے اس کا اس قدر احترام کیا۔)(۲۴)

حضرت ابواسید الساعدیؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی رحمتؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسلمہ قبیلے کا ایک آدمی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

''کیا والدین کی وفات کے بعد بھی ان سے حسن سلوک کی کوئی صورت ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! ان کے لیے رحمت و استغفار کی دعا کرنا، ان کے عہد و پیمان کی تکمیل کرنا، ان کے دوستوں اور سہیلیوں کا احترام کرنا۔''(۲۵)

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

والدین کی اطاعت اور فرماں برداری کی عظمت و اہمیت اور ان کی نافرمانی کی مذمت میں بہت ساری احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے چند ایک پیش خدمت ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں:

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ دریافت کیا، کہ اللہ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''وقت پر نماز پڑھنا''

انہوں نے عرض کیا، اس کے بعد؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا۔''

انہوں نے فرمایا، کہ اس کے بعد؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔''

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

''میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے والدین ہیں؟''

اس نے کہا: ''ہاں!''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہی میں جہاد کرو۔'' (۲۶)

۳۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدہ کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نین تمہارے اوپر ماؤوں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، حرام قرار دیا ہے۔'' (۲۷)

۴۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جن امور پر خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی توجہ دلائی اور تاکید فرمائی، ان میں اولین باپ ماؤوں کے ساتھ نیکی اور شرافت کا برتاؤ کرنے، ان کی خدمت گزاری اور ان کی اطاعت تھی۔ چنانچہ ابو امام باہلیؓ جو خود حجۃ الوداع کے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، فرماتے ہیں:

''وہ حجتہ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جو بات سب سے پہلے فرمائی، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ماؤوں کی باتیں تاکید فرماتا ہے۔''(۲۸)

والدین سے حسن سلوک اور دنیا و آخرت میں فوائد

والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک ایک ایسی سعادت ہے جس کے دنیا و آخرت میں بہت سے فوائد ہیں۔

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اپنے والدین کی خدمت کی، اس کے لیے خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کی عمر میں اضافہ کر دیتا ہے۔''(۲۹)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم دوسروں کی عورتوں کے ساتھ برائی کرنے سے باز آ جاؤ، تمہاری عورتوں سے کوئی برائی نہیں کرے گا۔ تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے گی۔''(۳۰)

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''والدہ جنت کا مرکزی دروازہ ہے۔''(۳۱)

حضرت جابر سلمیؓ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''والدہ کے پاؤں دباؤ، کیونکہ اس کے پاؤں ہی میں جنت ہے۔''(۳۲)

حضرت مالک بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا انحصار والدین کی خدمت پر ہے۔''(۳۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی کا انحصار والد کو خوش رکھنے پر ہے۔''(۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی ماں کے ساتھ حسن سلوک:

حضرت حلیمہ سعدیہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی نہیں رضاعی ماں ہیں، لیکن جب وہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے ماں ہونے کی وجہ سے ان کے اعزاز میں اپنی چادر بچھائی اور انہیں اس پر بٹھایا، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

> ''عمار بن ثوبانؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالطفیل ؓ نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرما رہے تھے، حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں، اس وقت لڑکا تھا اور اونٹ کا گوشت لیے ہوئے تھا، اتنے میں عورت آئی اور نبی کریم ﷺ کے پاس گئی تو آپ ﷺ نے ان کی خاطر اپنی چادر بچھائی، جس پر وہ بیٹھی' انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔'' (۳۵)

مکی رضاعی ماں حضرت ثویبہ سے حسن سلوک:

ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول، عام الفیل ۲۰ / اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ کے کچھ دنوں کے بعد ہی رسولِ اکرم ﷺ کو ایک مکی مرضعہ (دائی) بی بی ثویبہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کا شرفِ عظیم پایا۔ بالعموم ان کو غیر مسلم سمجھا اور قرار دیا جاتا ہ مگر حافظ ابن مندہ نے ان کو مسلم اور صحابیہ قرار دیا ہے۔ ان کے بارے میں دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ ان کو ابو لہب ہاشمی کے صرف باندی کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک مولاۃ رہی تھیں مگر قریشِ مکہ کے کئی اکابر کو دودھ پلانے کے سبب وہ ایک مسلمہ دائی (مرضعہ۔ دودھ پلائی) بن گئی تھیں اور ان قریشی بچوں کی ماں کی حیثیت سے ان کا درجہ رضاعی ماں کا ہوگا تھا۔ لوگ ان کا احترام کرتے، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے اور ان کے گھر جاتے تھے۔

رسولِ اکرم ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے برابر ان کے پاس ان کے گھر ان سے ملنے کے لئے جاتے رہے۔ بچپن سے کہولت تک کے زمانے میں یہ نبوی معمول قائم رہا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ ان کے لئے اور ان کے فرزند مسروح کے لئے جو آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، تحفہ تحائف اور ہدایا بھی لے جاتے رہے۔ روایات کے مطابق نبوی حسنِ سلوک اور اظہارِ محبت کا دریا مدینہ سے مکہ تک ہجرت کے بعد بھی بہتا رہا اور رضاعی ماں اور ان کے

خاندان والوں سے تعلق خاطر قائم رہا۔ مدینہ سے مکہ پہلی بار تشریف لائے تو جناب ثویبہ کے بارے میں آتے ہی پوچھا۔ ان کی وفات اور خاندان کے خاتمہ پر افسوس کا اظہار فرمایا کہ ایک تعلقِ خاطر تھا جو ٹوٹ گیا تھا(۳۶)

پھوپھیوں کے ساتھ حسن سلوک:

آپ ﷺ کی چھ پھوپھیاں تھیں:

(۱)۔ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب، (۲)۔عاتکہ، (۳)۔برہ، (۴)۔امیمہ، (۵)۔اروی، (۶)۔صفیہ نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھروں میں ملاقاتوں اور زیارتوں کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ پھوپھیوں کی زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد بالخصوص پھوپھی زاد بہنوں سے بھی قرابت کا تعلق قائم رہا اور ان کی زیارتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔بعض روایات سے ان کی تصدیق ہوتی ہے۔

☆ بعثت کے بعد جب قریب ترین رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم الٰہی ملا تو انہی پھوپھیوں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دعوت دینے کی راہ سجھائی تھی۔ آپ ﷺ نے ان ہی کے مشورے سے پینتالیس یا اس سے زیادہ مردانِ بنوعبدمناف کو ایک گھر میں جمع کیا تھا۔ پھوپھیوں نے دو اور مشورے بھی دیئے تھے: ایک یہ کہ خواتین کو پہلے جمع نہ کیا جائے کہ وہ اپنے مردوں کی تابع ہوتی ہیں، یہ مشورہ آپ ﷺ نے مان لیا تھا۔ دوسرا یہ کہ ابولہب ہاشمی کو دعوت نہ دی جائے کہ ان کے گڑبڑ کرنے کا خطرہ تھا۔ یہ مشورہ آپ ﷺ نے نہیں مانا۔ ایک دعوت نتیجہ خیز نہیں رہی تو پھوپھیوں کے دوسرے مشورے پر دوسری دعوت کی جو بہتر ثابت ہوئی(۳۷)

چچیوں کے ساتھ حسن سلوک

یوں تو رسولِ اکرم ﷺ کے گیارہ چچا تھے لیکن ان میں چند ہی سے آپ ﷺ کے تعلقات کا زیادہ پتہ چلتا ہے۔ دادا عبدالمطلب ہاشمی کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش و پرداخت دونوں حقیقی چچاؤں زبیر ہاشمی اور ابوطالب ہاشمی نے کی تھی۔ آپ ﷺ کو ان دونوں اور ان دونوں کی بیویوں سے خاص تعلق تھا۔ ان دونوں چچیوں نے آپ ﷺ کی محبت بھر پرورش کی

تھی۔ جوانی کے زمانے میں بعثت سے قبل آپ ﷺ اپنے گھر بار والے ہونے کے بعد بھی پابندی سے ان سے ملنے جاتے رہے۔ جناب زبیر ہاشمی کی بیوی عاتکہ بنت ابی وہب مخزومی سے آپ کی ملاقاتوں اور زیارتوں کا ذکر کم ملتا ہے لیکن ان کی صاحبزادیوں ضباعہ، ام الحکم، صفیہ وغیرہ سے ملاقاتوں اور زیارتوں کا مستقل ذکر ملتا ہے۔ پورے مکی دور میں اور بعد میں مدنی عہد میں بھی رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھروں میں ملاقات، میل ملاپ اور زیارت کے لئے جاتے رہے (۳۸)

مشہورتر اور شفیق ترین چچا جناب ابو طالب ہاشمی اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت فاطمہ، بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی دیکھ بھال اپنے بچوں سے زیادہ کرتی تھیں۔ ویسے ان کی اس وقت صرف دو اولادیں ہی تھیں۔ وہ آپ ﷺ کے لئے کھانا رکھ چھوڑتیں، اپنے بچوں کو نہ دیتیں لیکن آپ کو ضرور کھلاتیں، جب تک آپ ﷺ گھر نہ آتے خود کھاتی تھیں نہ کسی کو کھانے دیتیں۔ جب آجاتے تو خود ساتھ کھایا کرتی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ اپنی شفیق ماں جیسی چچی سے اتنے وابستہ تھے کہ روزانہ ہی ان کی ملاقات و زیارت کو ضرور جاتے تھے اور نبی بننے کے بعد اس معمول میں ذرا فرق نہیں آیا تھا۔ نہ صرف زیارت کو جاتے تھے بلکہ ان کے گھر میں قیلولہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جناب ابو طالب ہاشمی کی وفات کے بعد ان (چچی فاطمہ) سے زیادہ میرے ساتھ حسن سلوک کرنے والا دوسرا کوئی نہ تھا: ''قال: ان لم یکن بعد ابی طالب ابر لی منھا۔۔۔'' (۳۹)

حضرت ام الفضل لبابہ بنت حارث عامری ہلالیؓ حضرت عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی اہلیہ محترمہ اور رسولِ اکرم ﷺ کی ایک چہیتی چچی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر جاتے، ان کی زیارت کرتے اور ان کے ہاں قیلولہ فرماتے تھے:

"وقان رسول اللہ ﷺ یزورھا ویقیل عندھا"(۴۰)

یہ مکی دور ہی کا واقعہ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان عباسی نے فتح مکہ تک ہجرت نہیں کی تھی۔ ابن سعد ۸ / ۲۷۷ کی عبارت یہی ہے اور وہ مکی دور سے متعلق ہے، زیارت نبوی مدینہ میں بھی جاری رہی تھی اور قیلولہ کا معمول بھی۔

چچازاد بہنوں میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہر ماہ

میں ایک بار ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے، اگرچہ وہ پورے مکی عہد میں اپنے پرانے دین پر قائم رہی تھیں اور صرف فتحِ مکہ کے دن ۳۰/جنوری ۶۳۰ء کو اسلام قبول کیا تھا۔ کفر و شرک پر قیام نے صلۂ رحمی اور قرابت کے رشتہ کو کاٹا تھا اور نہ زیارت و ملاقات کے رشتہ کا دروازہ بند کیا تھا۔ روایات واحادیث کے ایک طبقہ کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے معراج کی رات میں ایک نماز شب ان کے گھر میں پڑھی تھی اور فتحِ مکہ کے دن ان کے گھر میں صلاۃ الضحیٰ پڑھنے کی سنتِ نبوی کافی مشہور ہے۔ ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے تو حضرت ام ہانی نے اپنی کبرسنی، بدنی کمزوری اور ضعف عمل کی شکایت کی تو رسولِ اکرم ﷺ نے ان کو ایک خاص تسبیح کی تلقین کی۔ فتحِ مکہ کے دن ان کے شوہر، ہبیرہ بن عمرو مخزومی فرار ہو گئے تھے، آپ ﷺ نے ان کے گھر جا کر ان کو امان بخشی تھی۔ (۴۱)

مہاجرات سے حسن سلوک:

قریشِ مکہ اور دوسرے طبقاتِ حرم کے متعدد مہاجرین ومہاجرات نے قباء اور مدینہ دونوں مقامات پر سکونت اختیار کی تھی: پہلے اپنے انصاری میزبانوں کے گھروں میں اور کچھ مدت کے بعد اپنے جھونپڑوں، مکانوں اور اقامت گاہوں میں۔ ان میں رسولِ اکرم ﷺ کے متعدد اعزہ واقرباء اور ان کی خواتین بھی شامل تھیں اور دوست احباب اور قربت والوں کی بیویاں، مائیں اور بیٹیاں بھی۔ ہجرت اور نقلِ مکانی کے دردِ مشترک نے سب کو ایک دوسرے کے اور قریب کر دیا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ اپنی سنتِ متواترہ پر عمل درآمد کے علاوہ دردِ مہاجرت بانٹنے کے لئے بھی ان کے پاس زیادہ مستقل مزاجی اور کثرت کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے۔ ان میں سے متعدد خواتین آپ ﷺ کیکفالت و ذمہ داری میں بھی تھیں لہٰذا ان کی مستقل دیکھ بھال کی ضرورت تھی۔ ویسے آپ ﷺ تو پوری امت ہی کے کفیل و مربی وآقا تھے۔

☆ پھوپھی حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کے حواری اور ہم زلف حضرت زبیر بن عوام اسدی قریشیؓ کی ماں تھی۔ وہ حضرت زبیرؓ کے ساتھ رہتی تھیں۔ اس خاندان سے گونا گوں تعلقاتِ قرابت وقربت کے سبب رسولِ اکرم ﷺ اکثر ان کی زیارت کے لئے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے (۴۲)

☆ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمیؓ عمِ مکرم کے علاوہ رضاعی بھائی تھے۔ رسولِ اکرم ﷺ ملکی دستور کی مانند ان کے گھر گاہے گاہے تشریف لے جاتے تھے۔ ان کی ایک اہلیہ اور رسولِ اکرم ﷺ کی چچی ''بنت فہد'' کے نام سے مشہور تھیں، ان کا نام خولہ بتایا جاتا ہے۔ ایک بار آپ ﷺ تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ ﷺ کے لئے خاص کھانا پکایا اور سب نے مل کر اسے کھایا۔ (۴۳)

جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کی قبلِ بعثت وفات ہوگئی تھی۔ بڑے حقیقی چچا اور محسن و مربی کی اولادیں ہجرت کر کے مدینہ میں بس گئی تھیں۔ ان میں آپ ﷺ کی کئی چچازاد بہنیں بھی تھیں ان کے گھروں میں باقاعدگی کے ساتھ آپ ﷺ زیارت اور پرسش احوال کے لئے اکثر و بیشتر جایا کرتے تھے۔ ایک بار غالباً آخری زمانے میں آپ ﷺ حضرت ضباعہ بنت زبیر ہاشمیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو حج کرنے کی ہدایت فرمائی (۴۴)

☆ حضرت ام حکیم بنت زبیر ہاشمیؓ ایک دوسری بنتِ عم تھیں، ان کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا۔ وہ حضرت ضباعہؓ کی بہت تھیں اور ان کے گھر میں بھی رسولِ اکرم ﷺ کا آنا جانا برابر لگا رہتا تھا۔ (۴۵)

☆ جناب زبیر ہاشمی کی ایک تیسری بیٹی بھی مدینہ آ گئی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر بھی برابر زیارت و ملاقات کے لئے جاتے رہتے تھے۔ (۴۶)

☆ حضرت بلال بن رباح حبشیؓ مشہور صحابی اور موذن رسولِ اکرم ﷺ کی ایک بیوی کا نام حضرت ہند خولانیہؓ تھا۔ روایت ہے کہ ایک بار رسولِ اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت بلالؓ کی زوجہ محترمہ کو سلام کیا اور حضرت بلالؓ کے بارے میں دریافت کیا۔ ان کے جواب سے محسوس فرمایا کہ شاید وہ حضرت بلالؓ سے ناراض ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ حضرت بلالؓ سے ناراض نہ رہا کریں، وہ جو کچھ آپ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں صحیح ہوتا ہے اور جب تک وہ اپنے شوہر سے بلاوجہ ناراض رہیں گی ان کا عمل مقبول نہ ہوگا بلکہ حبط ہو جائے گا۔ مسئلہ دراصل یہ تھا کہ حضرت بلالؓ خدمت نبوی کی خاطر اپنے گھر سے غائب رہتے تھے۔ بقول اہلیہ محترمہ

وہ ان کے پاس اکثر جاتے رہتے تھے لیکن ان کی غیر حاضری کے وقفے طویل ہوتے تھے جس سے ان کو آزردگی ہوتی تھی اور وہ حضرت بلالؓ کے حیلے بہانے پر اسے محمول کرتی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے غالباً اسی خاطر ان کے گھر کا دورہ کر کے ان کی زیارت کی تھی اور حضرت بلالؓ کی عدم موجودگی میں ان کی تسکینِ خاطر کا سامان فرمایا تھا۔(۴۷)

☆ حضرت خباب بن ارت تمیمیؓ قدیم ترین مکی صحابہ میں سے تھے۔ ان کی ایک دختر حضرت زینبؓ تھیں۔ وہ کسی وجہ سے اپنے والد ماجد کے گھر میں رہتی تھیں: غالباً چھوٹی تھیں یا غیر شادی شدہ۔ ان کے والد گرامی قدر ایک مہم (سریہ) میں جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو رسولِ اکرم ﷺ برابر ان کے گھر ان کی خبر گری اور خدمت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے حتی کہ آپ ﷺ ان کی بکریاں اور دوسرے دودھاری مویشیوں کو دودھ بھی دیا کرتے تھے۔ یہ حضرت زینب کا بیان ہے:

"....وکان رسول اللہ یتعاھدنا حتی یحلب عنزآلنا فی جفنة لنا"۔ ابن سعد کی روایت میں تفصیل ملتی ھے۔(۴۸)

☆ حضرت جمیلہ یا حضرت جویریہؓ "فرعونِ امت" ابوجہل عمرو بن ہشام مخزومی کی مسلم اور صاحب ایمان دختر تھیں۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ میں بس گئی تھیں۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ ایک بار رسولِ اکرم ﷺ کا گذر ہمارے گھر کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور میں نے آپ ﷺ کی پیاس بجھائی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اسکے بعد ان کو ایک حدیث بہت اہم حدیث سنائی۔(۴۹)

☆ حضرت ام ایمنؓ، جو آپ ﷺ کی لنا تھیں، کے مدنی گھر آپ ﷺ تشریف لے گئے تو انھوں نے شربت پیش کیا مگر آپ ﷺ نے کسی وجہ سے انکار کیا تو ان کے غصے سے بھی آپ ﷺ کو دوچار ہونا پڑا۔ وہ ماں کی حیثیت سے آپ ﷺ پر اپنا حق سمجھتی تھیں اور کبھی کبھی چلا اٹھتی تھیں۔ مگر یہ چیخ و پکار اور غصہ ایک ماں کا غصہ تھا۔(۵۰)

☆ حضرت ام رومانؓ والدہ حضرت عائشہؓ کے گھر رسولِ اکرم ﷺ بکثرت جایا کرتے

تھے۔ یہ سلسلہ ہجرت کے بعد شروع ہوا اور تا وفاتِ نبوی جاری رہا:

انصاری خواتین سے حسن سلوک:

انصارِ مدینہ اوس و خزوج کے دو عرب قبائل کے مسلمانوں سے رسولِ اکرم ﷺ کو بے انتہا محبت تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ ان سے آپ ﷺ کے مہر و محبت کے روابط نے ان گھروں کو بھی باندھ لیا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھروں میں کثرت سے جایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ ان کی خواتینِ مطہرات سے بھی ملتے تھے، ان سے کلام و گفتگو فرماتے تھے، ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے، ان کی میزبانی اور مدارات قبول فرماتے تھے۔ دوپہر سر پر آجاتی تو ان ہی کے گھروں میں قیلولہ فرماتے تھے، رات چھا جاتی تو کبھی کبھی شب بسری بھی فرماتے تھے۔ خواتین انصار اور خاتونانِ مدینہ مہر و محبت کی پتلیاں تھیں اور اسلامی عقیدت اور نبوی محبت سے سرشار بھی۔ وہ آپ ﷺ کا سر دباتی تھیں، بالوں میں چمپی کرتی تھیں۔ اور دوسری خدمات انجام دیتی تھیں۔ آپ ﷺ کے وجودِ مسعود اور پاکیزہ جسمِ اطہر کا گلاب جیسا پسینہ جمع کر لیتی تھیں، موئے مبارک ہاتھ آجاتے تو سنبھال کر تبرک جان کر سینت لیتی تھیں۔ انصاری خواتین سے رسولِ اکرم ﷺ کے سماجی روابط اور ان کی زیاراتِ نبوی پر ایک تحقیقی کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ سرِ دست صرف چند واقعات پیش ہیں:

☆ حضرت ام اسیدؓ کی شادی حضرت ابو اسیدؓ سے ہوئی تو میاں بیوی نے رسولِ اکرم ﷺ کی دعوت کی۔ رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کے ساتھ کھان کھایا اور کھجور کا شربت پیا۔ اس دعوتِ ولیمہ/ زواج میں حضرات صحابہ میں سے بھی بعض اکابر ساتھ تھے۔ (۵۱)

☆ حضرت ام العلاء ایک اور انصاری خاتون تھیں۔ حضرت عثمان بن مظعون جمحیؓ ہجرت کے بعد ان کے گھر ہی میں رہتے تھے۔ صحابی موصوف کی جلد ہی وفات ہوگئی تو رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر گئے اور تدفین و تکفین کا انتظام فرمایا اور حضرت ام العلاءؓ کو نصیحت کی کہ کسی کی مبالغہ آمیز تحسین و تعریف نہ کیا کریں۔ (۵۲)

☆ حضرت ام حرام بنت ملحان انصاریؓ مشہور انصاری صحابیہ ہیں۔ وہ قباء میں سکونت

پذیر تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ ہر ہفتے قباء جاتے تو ان کے ہاں ضرور جاتے بلکہ دوپہر وہیں گزارتے، ان کے ہاں کھانا کھاتے اور قیلولہ فرماتے۔ وہ آپ ﷺ کے سر کے بالوں میں کنگھی کرتیں اور آپ ﷺ کا سر دبایا کرتی تھیں۔ قیلولہ کے دوران جو پسینہ جسمِ اطہر سے پھوٹ بہتا اسے بستر سے، جو چمڑے کا ہوتا تھا، جمع کر کے ایک شیشی میں رکھ لیتیں۔ ان کے ہاں ایک قیام کے دوران رسولِ اکرم ﷺ نے روم پر اسلامی غزوہ کا رویا مبارک دیکھا تھا اور اسے بشکلِ حدیث بیان فرمایا تھا۔ وہ وحی حدیث کی ایک شاندار شہادت اور فرمانِ نبوی کی ایک عظیم نعمت ہے۔ (۵۳)

☆ حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریؓ کا نام رمیصاء یا غمیصاء تھا اور وہ ایک انتہائی مالدار ومخیر انصاری حضرت ابوطلحہؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالکؓ کی ماں بھی تھیں جو ان کے دوسرے شوہر سے تھے۔ خدمتِ نبوی کے لئے حضرت ام سلیمؓ نے ان کو پیش کر کیا تھا۔ ان کے گھر رسولِ اکرم ﷺ بکثرت زیارت وملاقات کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی بڑی محبت بھری خاطر تواضع کرتیں اور آرام کا اہتمام کرتیں۔ ایک بار رسولِ اکرم ﷺ وارد ہوئے تو گھی اور کھجور کا ہدیہ پیش کیا مگر آپ ﷺ نے روزہ دار ہونے کے سبب ان کو واپس رکھوا دیا، ان کے گھر میں نفل نماز پڑھی اور ان سب کے لئے دعا کی اور حضرت ام سلیمؓ کے کہنے پر حضرت انسؓ کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ حضرت ام سلیمؓ کے گھر پہنچے تو خاطر طواضع کے بعد چمڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا۔ جسمِ اطہر سے دوران خواب پسینہ پھوٹ بہا اور بستر کی درزوں میں جمع ہوگیا۔ حضرت ام سلیمؓ نے اس کو ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران چشمِ نبوت کھلی تو ان سے سبب پوچھا، انھوں نے عرض کیا کہ آپ کا پسینہ ہم جمع کر کے اپنے عطروں میں ملا لیتے ہیں جو تمام خوشبوؤں سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے اور اس سے ہم بچوں کے لئے برکت بھی حاصل کرتے ہیں۔ یہ مکالمہ نبوی ایک بہت اہم حدیث ہے اور سماجی رویے کا غماز بھی۔ وہ رسالتمآب ﷺ کے مقام ومرتبے اور صحابیات وصحابہ کے حسنِ عقیدت کا مظہر بھی ہے۔

وہ کمالات ومناقب اور فضائل والی خاتون تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ سے ان کے

فضائل و مناقب کے علاوہ ان کے گھر جانے کی سنتِ نبوی کی وجہ بھی منقول ہے۔ کسی شخص نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے گھر جانے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان کا بھائی میری محبت و رفاقت میں شہید کیا گیا لہٰذا میں ان کے گھر حسنِ سلوک ہمدردی اور جذبۂ احسان مندی کے تحت جاتا رہتا ہوں۔ اس حدیث نبوی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اور حسنِ عمل اور سنتِ متواترہ کا ذکر ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف حضرت ام سلیمؓ کے گھر ہی اس خیال و خاطر کے سبب نہیں جاتے تھے بلکہ تمام شہداء عصر کے گھروں میں ان کے اہل و عیال کے ساتھ موانست و محبت کا اظہار فرمانے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس سنت نبوی اور معمول رسولی کا ذکر دوسرے مقامات پر بھی آتا ہے۔ حضرت ام سلیمؓ کے بارے میں ایک مزید حقیقت یہ بھی ہے کہ وہ حضرت ام حرام بنت ملحانؓ کی حقیقی بہن تھیں جو قباء میں سکونت پذیر تھیں۔ ان دونوں بہنوں سے نبوی روابط کی بڑی وسیع جہات ہیں جن میں سے بعض کا ذکر دوسرے ابواب و مباحث میں بھی آئے گا۔(۵۴)

☆ حضرت ام ورقہ شہیدہ انصاریؓ کے گھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے صحابہ کرام سے فرماتے تھے: آؤ چلو ہم شہیدہ کی زیارت کریں:

"ان النبی ﷺ کان یقول: انطلقو ابنا الی الشهیدة نزورها"

رسولِ اکرم ﷺ نے ان کے گھر میں اذان دئے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور حضرت شہیدہ کو خواتین بیت کی فرض نمازوں میں امامت کی بھی اجازت دی تھی:

"وأمرها ان توذن فی دارها وتقیم، وان توم اهل دار هافی الفرائض....."(۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام شہیدہ رکھا تھا کہ وہ غزوۂ بدر میں جانے کے لئے اجازت کی طالب ہوئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو وہیں روک دیا)۔

☆ حضرت ام عبدالرحمٰن بنت ابی سعید خدریؓ کے گھر تشریف لے گئے تو آپ کو بکری کے شانہ کا گوشت پیش کیا گیا جسے آپ نے تناول فرمایا۔(۵۶)

☆ حضرت ربیع بنت معوذؓ کی شادی کے دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لے

گئے اور ان کے بستر پر بیٹھے۔اس وقت دو بچیاں (جاریتان) دف بجا بجا کر گا رہی تھیں اور ان کے گانے میں ان کے شہید اباء کا تذکرہ تھا جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ پر علمِ غیب والے شعر کی ممانعت فرمائی تھی۔(۵۷)

☆ حضرت ام مبشرہؓ انصاریہ خاتون کا ایک باغِ تمر (کھجوروں کا باغ) تھا۔ایک دفعہ کم از کم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باغ میں تشریف لے جانے کا ذکر ملتا ہے۔(۵۸)

☆ حضرت عمرہ بنت حزم انصاریؓ کے باغ کے جھونپڑے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ورود فرمایا تو انھوں نے بکری کا گوشت پکا کر کھلایا اور تواضع کی۔(۵۹)

☆ حضرت امیمہ بنت نعمان بن شراجیلؓ، جو جونیہ اور دخترِ جون کے نام سے زیادہ مشہور تھیں، بنو عدہ کے قریب ایک حویلی میں، جو کھجوروں کے باغ کے درمیان تھی، قیام پذیر ہوئیں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ملے اور پیغام دینے کے لئے بنفسِ نفیس تشریف کے گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان نہ سکیں اور تجویزِ نبوی مسترد کر دی۔ جب معلوم ہوا تو زندگی بھر اپنی محرومی پر پچھتاتی رہیں۔(۶۰)

☆ حضرت سلمٰیؓ کے گھر ورود فرمایا تو فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خزیرہ بنایا:

"اتانا رسول الله ﷺ فصنعنا له خزيرة" (۶۱)

☆ حضرت ام ہشام بنت حارثہ انصاریؓ مدینہ منورہ کے سخی حاتم حضرت حارثہ بن نعمان خزرجیؓ کی دختر تھیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پڑوسی بھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابیہ موصوفہ کا تنور مشترک تھا اور اسے سانجھا چولہا کہا جاسکتا ہے۔ ازواجِ مطہرات میں سے کئی اور بعض باندیوں کے علاوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کے ہاں جانے کا ذکر ملتا ہے(۶۲)

☆ حضرت جعدہ بنت عبداللہ نجاری خزرجیؓ کے گھر بکثرت تشریف لے جاتے اور کھانا کھاتے:

"كان النبي ﷺ ياتي الى منزلها وياكل عندها" (۶۳)

☆ حضرت ملکیہؓ خادمِ نبوی حضرت انس بن مالکؓ کی نانی تھیں۔ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر گئے اور کھانا تناول فرمایا پھر رسولِ

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے اہل خانہ کو نماز پڑھائی تا کہ ان کو خیر و برکت حاصل ہو۔ اس واقعہ میں نماز کی صفیں بنانے کا ایک فقہی حکم پایا جاتا ہے۔ (۶۳۔ الف)

☆ حضرت ضباعہ انصاریہؓ کے گھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت تناول فرمایا اور ایک فقہی حدیث بیان کی (۶۳۔ ب)

☆ حضرت ام المنذر بنت قیس انصاریؓ کے گھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کے ساتھ گئے۔ صحابی جلیل کچھ بیمار تھے لہٰذا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھجوروں کے لٹکتے خوشے کھانے سے منع فرمایا اور خود تناول فرمایا۔ میزبانہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو اور چقندر (شعیر اوسلقا) پر مشتمل کھانا پکایا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس کھانے میں شریک کرلیا کہ وہ ان کی صحت کے لئے مفید اور مزاج کے لئے ٹھیک تھا۔ وہ ایک خالہ نبوی بھی تھیں۔ (۶۴)

☆ حضرت ام السائب/ ام المسیب انصاریؓ کے گھر تشریف لے گئے تو ان کو بخار سے لرزتے پایا۔ ان کو بیماری کو کوسنے سے منع فرمایا۔ (۶۵)

☆ ایک گمنام انصاری خاتون کے گھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شیخین ابوبکر و عمرؓ کے ساتھ کھانے کی تلاش میں گئے کہ سب بھوکے تھے۔ خاتونِ خانہ نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اسی اثناء میں ان کے شوہر بھی آ گئے، انھوں نے پہلے کھجوروں سے تواضع کی پھر بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکا کر کھلایا اور ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا۔ (۶۶)

☆ حضرت برساءؓ جو عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کی دادی تھیں، کے گھر تشریف لے گئے تو وہاں ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے کھڑے کھڑے پانی نوش فرمایا۔ (۶۷) ان کا ایک نام کلثم بھی بتایا گیا ہے اور یہی روایت اس کی تحت بھی ہے (۶۸)

بہنوں کے ساتھ حسن سلوک:

بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید' اس کی فضیلت اور اس پر جنت کی ضمانت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کی تین بیٹیاں، یا تین بہنیں' دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں' پھر وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی بابت اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔''(۶۹)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جس کی تین بیٹیاں، یا تین بہنیں ہوں، پھر وہ ان کے ساتھ نیکی کرے مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔''(۷۰)

بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک:

اسلام کی آمد سے قبل عورتوں کے ساتھ معاشرے کا ظالمانہ، سفاکانہ اور سنگدلانہ رویہ تھا۔ اس معاشرے میں لڑکیوں کی پیدائش منحوس اور معیوب سمجھی جاتی تھی۔ انہیں کبھی کبھی زندہ دفن کردیا تھا اور انہیں دنیا میں کسی قسم کا حق حاصل نہیں تھا۔ انہیں پوری دنیا کے لیے شرمندگی کا باعث سمجھا جاتا تھا۔

اسلام نے اولاد کو لڑکے ہوں یا لڑکیاں عزت کی نگاہ سے دیکھنے کی تاکید کی ہے۔ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ حارث بن نعمان کہتے ہیں' میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ

''تم اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں اچھی تعلیم و شائستگی دو۔''(۷۱)

اولاد پر شفقت کرنے، ان سے کریمانہ برتاؤ اور محبت آمیز برتاؤ کرنے کی فضیلت کے ساتھ، ان کے ساتھ رحم و کرم اور پیار و محبت سے پیش نہ آنے والے، کو رحمت خداوندی سے محروم بتایا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کا بوسہ لیا' آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمیؓ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا:

''میرے دس بچے ہیں، مگر میں نے کسی کا بوسہ نہیں لیا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔''(۷۲)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

''ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، آپ لوگ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں، ہم ان کا بوسہ نہیں لیتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں کیا کروں اگر اللہ نے تمہارے دل سے شفقت سلب کر لی ہو۔'' (۷۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

''ہر درخت کا ایک پھل ہوتا ہے اور دل کا پھل اولاد ہے، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو اپنی اولاد پر رحم نہ کرے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کہ جنت میں رحم دل ہی داخل ہوگا۔ ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم میں سے ہر ایک رحم کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: رحم یہ نہیں کہ کوئی اپنے دوست پر رحم کرے، بلکہ رحم یہ ہے کہ سارے انسانوں پر رحم کرے۔'' (۷۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب لڑکی پیدا ہوتی ہے، تو اللہ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتے ہیں، جو خیر و برکت لے کر جاتا ہے، وہ کہتا ہے ضعیف و ناتواں بچی ایک ضعیف و ناتواں عورت سے پیدا ہوئی، اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو اس کی پیشانی کو بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔'' (۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جس کی کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے نہ تو زندہ دفن کرے، نہ اس کی توہین کرے اور نہ ہی اس پر لڑکوں کو ترجیح دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریں گے۔'' (۷۶)

لڑکیوں کو برا سمجھنے اور منحوس کہنے سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''لڑکیوں کو برا مت سمجھو۔'' (۷۷)

لڑکیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، جنت میں داخلہ کا سبب ہے:

اُم المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، میرے پاس ایک عورت دو لڑکیاں لے

کر آئی، مجھ سے مانگنے کے لیے، مگر میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا' میں نے وہ کھجور دے دی' اس نے اس کو اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا' پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے ماجرا بیان کیا تو، آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان لڑکیوں میں سے کسی ایک میں مبتلا کیا گیا، پھر ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے پردہ ہو جائیں گی۔'' (۷۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کسی کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں پھر وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (۷۹)

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس کی تین لڑکیا یا تین بہنیں ہوں' یا دو لڑکیا یا دو بہنیں ہوں، پھر وہ ان کے ساتھ حسن معاشرت رکھے اور ان کی بابت اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔'' (۸۰)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص دو لڑکیوں کی کفالت کرے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی (دونوں) انگلیاں ملائیں۔'' (۸۱)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس کی تین لڑکیاں ہو' پھر وہ ان کی کفالت کرے، انہیں پناہ دے، اور انہیں باز رکھے، تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ہم نے عرض کیا اور دو لڑکیاں ہوں تب؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب بھی' ہم نے کہا: اگر ایک ہو؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ہو جب بھی۔'' (۸۲)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کی ایک لڑکی ہو، پھر وہ اسے ادب و سلیقہ سکھائے اور اچھی طرح سکھائے، اس کو تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے اور جو نعمتیں اللہ نے اس

کو دی ہوں' ان میں سے فراخی کے ساتھ اس پر خرچ کرے، تو وہ اس کے لیے جہنم سے پردہ اور رکاوٹ ہو جائے گی۔'' (۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ اپنی صاحب زادیوں کے ساتھ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ اپنی بیٹیوں کے ساتھ بے پناہ شفقت و محبت آمیز اور مثالی رہا۔ حضرت ابوقتادہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے اور امامہ بنت ابوالعاص بن الربیع (حضرت زینبؓ کی صاحبزادی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر تھیں، اسی حالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' جب رکوع میں جانا ہوتا تو ان کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے تھے۔'' (۸۴)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بنات (دختران) طاہرات تھیں اور وہ سب کی سب ام المومنین طاہرہ (خدیجہؓ) کی اولادیں تھیں اور مہاجرات بھی۔ بڑی دختر حضرت زینبؓ غزوہ بدر کے بعد مدینہ پہنچیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے پاس ہی مقیم ہوئیں۔ ان کے شوہر حضرت ابو العاص بن ربیع عبشمی (خاندان عبدشمس) ۶ھ/ ۶۲۸ء تک غیر مسلم اور مکہ میں مقیم رہے۔ وہ اس عرصہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ کفالت رہیں اور نگاہوں کے سامنے بھی۔ اسی طرح تیسری دختر حضرت ام کلثوم اور چوتھی بیٹی حضرت فاطمہؓ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی مقیم رہیں کہ نا کتخدا تھیں۔ البتہ دوسری/منجھلی دختر حضرت رقیہؓ اپنے نامور شوہر حضرت عثمان بن عفان امویؓ کے گھر میں ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد ہی اقامت گزیں رہیں۔ (۸۵)

سنتِ متواترہ اور روایات سیرت و سوانح بتاتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چاروں بیٹیوں کے گھروں میں برابر تشریف لے جاتے رہے۔ جب وہ سب اپنے اپنے گھروں میں بس گئیں تو ان کے گھروں میں زیارت و ملاقات کے لئے جاتے رہے اور ان زیارتِ نبوی کا تسلسل تا زندگی قائم رہا۔ قضائے الٰہی سے تین دختروں کا حیات نبوی کے مدنی دور میں انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے وقتِ آخر میں ان کے گھروں میں تجہیز و تکفین اور تدفین کے لئے گئے۔ سوائے حضرت رقیہؓ کے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ بدر میں مصروف جہاد تھے۔ ایک نواسہ کا

انتقال ہوا تو محزون بیٹی کی درخواست پر ان کے گھر گئے اور تسلی کے کلمات ادا فرمائے، ان کے غم واندوہ میں شرکت فرمائی اور تعزیت کی۔ خاص حالات کے علاوہ عام معمولات کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ کا ان کے گھروں میں بکثرت جانا تاریخی شہادات سے ثابت ہے۔

☆ بخاری ومسلم وغیرہ کی روایات ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ بازارِ بنوقینقاع سے واپسی پر حضرت فاطمہؓ کے مکان پر رکے اور حضرت حسنؓ کے بارے میں پوچھا۔ راوی ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ غالباً حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ کو نہلا رہی تھیں یا ہار وغیرہ سے ان کی زیب وزینت کر رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت حسنؓ دوڑے ہوئے آئے اور آپ ﷺ نے ان کو سینے سے چمٹا لیا اور ان سے محبت کا اظہار فرمایا جو حدیث بن گیا۔(۸۶)

☆ حضرت فاطمہؓ نے ایک بار رسولِ اکرم ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی۔ رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے تو وہ اور حضرت علیؓ سونے کے لئے لیٹ چکے تھے۔ آپ نے دونوں کو اٹھنے سے منع فرمایا اور ان کے درمیان بیٹھ کر ان کو تسبیح سکھائی جو تسبیحِ فاطمہ کے نام سے مشہور ہوگئی۔(۸۷)

☆ حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی کی شہادت کے دن حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو حادثہ کی خبر دی اور چچا کی تعزیت کی اور نوحہ سے روکا۔(۸۸)

☆ حضرت زینبؓ کے ایک فرزند کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا۔ حضرت زینبؓ کی درخواست پر آپ ﷺ ان کے گھر گئے اور تجہیز وتکفین کے لئے ہدایات دیں اور کلماتِ تسلی وتشفی ادا فرمائے جو مختلف احادیثِ نبوی کی صورت میں ڈھل گئے۔

☆ خود حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر گئے اور غسل وکفن کے بارے میں دوسرے ہدایات دیں جو احادیث کی شکل میں موجود ہیں۔(۸۹)

☆ حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیؓ کے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ کا غزوۂ موتہ ۸ھ/ ۶۳۰ء میں واقعہ شہادت پیش آیا تو رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے، تعزیت کی اور یتیموں اور بیوہ کے سروں پر دستِ شفقت رکھا۔ ان کو نوحہ کرنے سے منع کیا اور کھانا بکوا کر ان کے گھر بھجوایا۔(۹۰)

دیگر مہاجرات میں حضرت ام العلاءؓ حضرت حزام بن حکیم اسدیؓ کی پھوپھی تھیں۔ وہ بیمار پڑیں تو رسولِ اکرم ﷺ نے ان کی عیادت کی اور مسلم کی بیماری کے متعلق ایک حدیث بیان فرمائی۔(۹۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سہمیؓ کی بیوی کے شکوے پر رسولِ اکرم ﷺ نے صحابی موصوف کے گھر جا کر ان کو عبادات میں اعتدال کی تلقین فرمائی۔(۹۲)

حضرت اسماء بنت سلمہ/ سلامہ تمیمی دارمیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو وصیت و نصیحت کی اور ایک بچے کی جھاڑ پھونک بھی فرمائی۔(۹۳)

حضرت شفاء بنت عبداللہ عدوی قریشیؓ خواتین میں عاقل و فاضلہ سمجھی جاتی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ کو ان کے گھر جانا بہت پسند تھا، شاید ان کی حکمت وفہم کے سبب۔ انھوں نے رسولِ اکرم ﷺ کے آرام و استراحت کے لئے ایک کاص بستر اور تہد بھی بنا رکھا تھا جس میں آپ ﷺ قیلولہ فرماتے تھے۔ روایوں کا بیان ہے اور اس حقیقت سے پتہ چلتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ ان کے گھر بہت کثرت سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ جھاڑ پھونک کا علم جانتی تھیں اور رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ ام المومنینؓ سے کہا تھا کہ ان سے وہ علم سیکھ لیں۔ یہ علم عہد جالی سے ان کو آتا تھا اور رسولِ اکرم ﷺ پر اسے پیش کر کے اس کی صحت جان لی تھی۔(۹۴)

دیگر خواتین سے حسن سلوک

پہلے مہاجرات اسلام کی خدمتِ اقدس اور بارگاہِ نبوی میں حاضری کی بعض دلچسپ، دلآویز اور دلکش مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

☆ حضرت ام ایمنؓ رسولِ اکرم ﷺ کی انا، کے مدینہ منورہ میں آنے کے متعدد واقعات ملتے ہیں:

۱۔ ایک بار تشریف لائیں اور ایک سواری کا اونٹ مانگا، رسولِ اکرم ﷺ نے مزاحاً فرمایا: ''میں آپ کو اونٹنی کا ایک بچہ دوں گا''۔ وہ اونٹ طلب کرتی رہیں اور آپ اونٹنی کا بچہ دینے کی بات فرماتے رہے۔ بالآخر ان کو آپ ﷺ نے اونٹ عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہر اونٹ اونٹنی کا

بچہ ہی ہوتا ہے۔

۲۔ جب بھی حضرت ام ایمنؓ آتیں پورا اسلامی سلام کرنے میں ان کی حبشی زبان لڑکھڑا جاتی۔لہٰذا ان کو آپ ﷺ نے حرف السلام کہنے کی اجازت دے دی۔

۳۔ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت ام ایمنؓ کو حضرت انس بن مالکؓ کا ایک باغ عطا کر دیا تھا جب انصارِ مدینہ نے اپنی بے مثل قربانی سے اپنے اموال مہاجرین میں تقسیم کرنے کے لئے قبضہ و اختیار نبوی میں دے دئے تھے۔ یہودِ مدینہ کی آراضی کی فتح و ملکیت کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے انصار کے ''اموال'' واپس کر دئے۔ حضرت ام ایمنؓ اپنے موہوبہ باغ کو چھوڑنے پر تیار نہ تھیں، حاضر خدمت ہوئیں اور بڑی سخت باتیں کہیں اور پھر بڑی مشکل سے تبادلہ پر راضی ہوئیں۔

حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ صرف یہی ان کی زیاراتِ نبوی تھیں حقیقت کے خلاف ہوگا۔ان کی آمد و رفت اور زیارت مسلسل تھی اور غالباً روزانہ ہوتی تھی جس طرح رسولِ اکرم ﷺ ان کے ہاں اکثر و بیشتر تشریف لے جاتے تھے۔ ہماری روایات سیرت و سوانح میں حبشی حضرات و خواتین کے باب میں عربی زبان کے الفاظ کے صحیح تلفظ کے تعلق سے جو روایات ملتی ہیں وہ صحیح نہیں لگتیں۔ حضرت ام ایمنؓ کے علاوہ حضرت بلال حبشیؓ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ وہ بعض الفاظ کا صحیح تلفظ نہیں کر پاتے تھے۔تحقیقات بتاتی ہیں کہ ایسی روایات خاصی ضعیف ہیں۔(۹۵)

حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ صرف یہی ان کی زیاراتِ نبوی تھیں حقیقت کے خلاف ہوگا۔ان کی آمد و رفت اور زیارت مسلسل تھی اور غالباً روزانہ ہوتی تھی جس طرح رسولِ اکرم ﷺ ان کے ہاں اکثر و بیشتر تشریف لے جاتے تھے۔ ہماری روایات سیرت و سوانح میں حبشی حضرات و خواتین کے باب میں عربی زبان کے الفاظ کے صحیح تلفظ کے تعلق سے جو روایات ملتی ہیں وہ صحیح نہیں لگتیں۔ حضرت ام ایمنؓ کے علاوہ حضرت بلال حبشیؓ کے بارے میں بھی آتا ہے وہ بعض الفاظ کا صحیح تلفظ نہیں کر پاتے تھے۔تحقیقات بتاتی ہیں کہ ایسی روایات خاصی ضعیف ہیں۔(۹۶)

☆ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ امویؓ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور رسولِ اکرم ﷺ کے

دست مبارک پر بیعت کی۔ ہجرت نبوی کے بعد بلکہ صلح کے مطابق ان کو مکہ واپس کرنا تھا مگر رسولِ اکرم ﷺ نے مہاجرات کے ضمن میں اس شرطِ جبر کو منسوخ فرما دیا اور قرآن مجید، سورہ ممتحنہ۔۱۰، نے آپ ﷺ کے فیصلے پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ دلچسپ بات ہے کہ حضرت ام کلثوم کی ماں حضرت اروی بنت کریزؓ بھی اپنی دختر کے بعد ہجرت کر کے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور ان کے رہنے کا انتظام آپ ﷺ ہی نے کیا۔ ان دونوں خواتینِ قریش کے مکانات یا قیامگاہیں خانہ اقدس کے قریب تھیں اور وہ برابر حاضر خدمت ہوتی تھیں اور رسولِ اکرم ﷺ بھی پرسش احوال کے لئے جاتے رہتے تھے۔(۹۷)

☆ حضرت ریطہ بنت عبداللہ ثقفیؓ مشہور صحابی حضرت عبدالل بن مسعودؓ کی ایک زوجہ محترمہ اوران کے بچوں کی ماں تھیں۔ وہ دستکار خاتون تھیں۔ اپنی دستکاری وحرفت سے مختلف چیزیں بناتی تھیں اوران کوفروخت کر کے پیسے کماتی تھیں کیونکہ ان کے پاس اور ان کے شوہر اور بچوں کے لئے اور کچھ مال دستیاب نہ تھا۔ انھوں نے حاضر ہوکر اپنے شوہر اور اولاد پر نفقہ خرچ کرنے سے متعلق مسئلہ پوچھا۔ یہ صرف ایک واقعہ کا حوالہ ہے۔ ان کی حاضریوں اور زیارتوں کے بعض سلسلے بھی ملتے ہیں جن کا ذکر دوسرے حوالے سے آتا ہے۔(۹۸)

☆ حضرت ام سنانؓ قبیلہ اسلم کی مہاجرہ تھیں۔ وہ بیعت کے لئے حاضرِ خدمت ہوئیں تو رسولِ اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا۔ وہ مردوں کی طرح بلا زیب و زینت تھے، فرمایا: عورتوں کو اپنے ناخونوں اور ہاتھوں کو رنگنا چاہئے خواہ معمولی رنگ جیسے سیر (نباتات) ہی کیوں نہ ہو۔(۹۹) نے کئی دوسری اسلمی خواتین کی بیعت کرنے کے لئے خدمتِ نبوی میں حاضر ہونے کی روایات نقل کی ہیں اور یہ صرف اسلمی خواتین کے باب میں ایک واقعہ تاریخی نہ تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ کی ایک سنت متواترہ تھی اور مسلم خواتین کا مستقل معمول تھا کہ وہ بیعت اسلام/ ہجرت کے لئے ہمیشہ حاضر خدمت ہوتی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ ان سے بیعت لیتے تھے اور ان کو پند و موعظت سے بہرہ مند فرماتے تھے۔

☆ حضرت ام سنبلہ قبیلہ اسلم کی دوسری مہاجر خاتون تھیں۔ وہ حضرت عائشہؓ کے کاشانہ نبوی میں دودھ کا ہدیہ لے کر آئیں تو حضرت عائشہؓ نے اسے قبول کرنے سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے کسی اعرابی سے ہدیہ لینے کی ممانعت فرما دی تھی۔ ابھی یہ صورتِ حال جاری تھی کہ رسولِ اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تشریف فرمائے خانہ ہوئے۔ معاملہ پوچھا اور حضرت عائشہؓ سے ہدیہ لے لینے کو فرمایا کہ ممانعت اعراب سے ہدیہ لینے کی گئی تھی اور قبیلہ اسلم تو اعراب میں داخل نہیں۔ وہ بقولِ رسولِ اکرم ﷺ ہمارے اہل بادیہ، ہمارے قرابت والے اور مسلمانوں کی مدد کرنے والے ہیں۔ پھر رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت ام سنبلہؓ ہی سے دودھ پیالی میں ڈال کر آپ ﷺ ہی کو پلانے کا حکم دیا جس کی بار بار تعمیل کی گئی۔(۱۰۰)

☆ حضرت ام رعلہ قشیریہؓ اپنے قومی دوف میں شامل تھیں اور بیعت کے لئے حاضر خدمت ہوئیں۔ وہ بڑی فصیح و بلیغ عربی بولتی تھیں۔ انھوں نے سلام روستائی عرض کر کے بڑی خوبصورت زبان میں رسولِ اکرم ﷺ سے تعلیم اسلام کی درخواست کی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے ان کو ایسی ہی جامع و فصیح حدیث نبوی سے نوازا۔(۱۰۱)

☆ کاشانہ نبوی میں رسولِ اکرم ﷺ سے قریش کی متعدد خواتین سوال و جواب خوب کثرت اور زور وشور سے کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں رسولِ اکرم ﷺ کی آواز پر غالب و بلند ہو جاتی تھیں:

"..... وعنده نسوة من قريش........... على سوته"۔

اسی روران حضرت عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ وہ سب عورتیں تیزی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں:

"تبادرن بالحجاب"

حضرت عمرؓ داخل ہوئے اور رسولِ اکرم ﷺ نے ہنستے ہوئے ان کو واقعہ بتایا تو حضرت عمرؓ نے خواتین سے مکاطب کر کے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسولِ اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ خواتین نے دوٹوک بات کہی کہ تم رسولِ اکرم ﷺ سے زیادہ سخت گیر ہو۔

آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے شیطان کے دور بھاگنے کی بات بھی کہی۔(۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

''نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، کیا میرے لیے معافی کا امکان ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:''تمہاری خالہ ہے؟''

اس نے عرض کیا:''جی ہاں''

آپ ﷺ نے فرمایا:''جاؤ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''(۱۰۳)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:''خالہ والدہ کے قائم مقام ہے۔''(۱۰۴)

بیوی کے ساتھ حسن سلوک:

ازدواجی تعلق کی سب سے مضبوط بنیاد جذبہ محبت ہے۔ یہ جذبہ موجود ہوتو میاں بیوی گلستان ہستی میں اکٹھے محوخرام ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مقصد اعلیٰ یعنی تربیت اولاد پر اچھے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ محبت مفقود ہوتو تعلق ایسے ہوگا جیسے دو اجنبی سفر کے دوران ریل گاڑی میں ملے ہوں۔ اس لئے شوہر کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی اور پیار و محبت سے پیش آئے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کسی شخص کے بہتر اور نیک ہونے کی بنیاد ہی اس بات کو قرار دیا' کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرے اور نرم خوئی پر عمل پیرا ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان میں کامل ترین وہ شخص ہے جو سب سے خوش اخلاق ہو، اور تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں تم میں سب سے بہتر ہو۔''(۱۰۵)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان میں کامل تر وہ صاحب ایمان ہے جو ان میں سب سے زیادہ خوش اخلاق اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں سب سے زیادہ نرم خو ہو۔''(۱۰۶)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے حق میں سب سے اچھا ہو' اور میں اپنے اہل خانہ کے حق میں تم میں سب سے اچھا ہوں، اور جب تم میں کوئی مرجائے تو اس کی برائیوں کا ذکر چھوڑ دو۔''(۱۰۷)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے جا بجا اور مختلف انداز میں عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے اور ان کی تند مزاجی اور ٹیڑھے پن سے جہاں تک ہو سکے، درگزر کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک سے زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نیز انہیں مارنے، ان کے ساتھ سختی کرنے اور لاٹھی کے زور پر انہیں اطاعت کے لیے مجبور کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اور اللہ یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو' وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے، اور تم لوگ عورتوں کے ساتھ نیکی کی وصیت قبول کرو' اس لیے کہ وہ پسلی کی ہڈی سے پیدا ہوئی ہے، پسلی کی ہڈی میں جھک ترین چیز اس کا بلند حصہ ہے، اگر تم اسے درست کرنے لگے تو توڑ ڈالو گے اور اگر یوں ہی چھوڑ رکھا تو وہ کج ہی رہے گا، اس لیے تم عورتوں کے ساتھ نیکی کے برتاؤ کی وصیت قبول کرو۔''(۱۰۸)

آپ ﷺ نے فرمایا:

''کسی مومن کو کسی مومنہ سے مکمل بغض نہیں رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اگر اس کی کوئی عادت بری لگی ہے تو دوسری پسندیدہ ہوگی۔''(۱۰۹)

اہل و عیال کو خوش رکھنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دینی خدمت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں'' (۱۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''(لوگو! جان لو کہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو (اور جان لو کہ) تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں'' (۱۱۱)

ایک روایت میں اسی بات کو ایک منفی اسلوب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا:

''آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں'' (۱۱۲)

یعنی جن شوہروں نے اپنی بیویوں سے ایسا سلوک روا رکھا ہوا ہے جس پر وہ شاکی ہیں اور جس سے ان کا قلبی اطمینان جاتا رہا ہے تو وہ لوگ اچھے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ اس اصول کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ ظاہر بات ہے کہ شکایت صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ تو فریقین کے بیانات کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کے لیے بطور سرزنش لوگوں کو متنبہ فرمادیا۔

یہ بات ماننی پڑے گی کہ آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا پلڑا بہت ہلکا ہوگیا ہے۔ شوہر اپنی حاکمیت کے مظاہرے کے لیے تو ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کے معاملے میں تہی دست ہیں۔ یہ معاملہ صحیح نہیں ہے، اصلاح طلب ہے اور یہ اصلاح خاندان کے ادارے کو مضبوط اور خوشگوار بنانے کا باعث بنے گی۔ ازدواجی رشتوں کو استوار کرنے اور خانگی زندگی میں قوس قزح کا رنگ بھرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے لیے مناسب اور موزوں سامان تفریح فراہم کرے۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ

دوڑ لگائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبک جسم رکھتی تھیں جیت گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دوڑ ہوئی تو وہ پیچھے رہ گئیں۔ اس وقت وہ کچھ فربہ ہو چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑھ جانا اس بڑھ جانے کے بدلے میں ہے"۔(۱۱۳)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر گھر کی دیوار کی اوٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کی جنگی ورزش کا منظر دکھایا تھا۔(۱۱۴)

شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرے۔ خوش خلقی سے یہ مراد نہیں کہ اسے تکلیف نہ پہنچائے بلکہ یہ ہے کہ اس کا رنج برداشت کرے۔ اس کی سخت کلامی اور ناشکر گزاری پر صبر سے کام لے۔ حدیث میں ہے کہ عورت کی تخلیق ضعف اور پوشیدگی سے ہوئی ہے۔ اس کے ضعف کا درماں خاموشی ہے اور پوشیدگی کا علاج یہ ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں رہے اور بلا ضرورت باہر نہ جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنی بیوی کی بدخوئی پر صبر و تحمل سے کام لے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ملا تھا جب انہوں نے اپنی مصیبتوں ،آفات اور بلاؤں کو انتہائی صبر سے برداشت کیا تھا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی اور تنگ خوئی کو صبر سے برداشت کرے گی اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے برابر ثواب ملے گا۔ آخری الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بوقت رحلت سنے گئے وہ یہ تھے۔ (آہستہ آہستہ فرمار ہے تھے) تین چیزوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا!

۱۔ نماز پر مستقل طور پر قائم رہو۔

۲۔ غلاموں (اورلونڈیوں) کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور

۳۔ اللہ کی قسم عورتوں کے معاملہ میں محتاط رہو کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہیں۔ اُن کے ساتھ اچھے طریق سے گزر بسر کرو۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے غصے اور بدسلوکی کو بڑے تحمل کے ساتھ پی جاتے تھے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے غصے میں آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (گستاخانہ) جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی گستاخ ہو جو یوں جواب دے رہی

ہو؟ بیوی نے جواب دیا۔۔۔ ہاں تم سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہیں کہ (نبی ہونے کے باوجود) اپنی بیویوں کے جواب سن لیا کرتے ہیں (اور صبر کر لیتے ہیں) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر ایسا ہے تو وائے بر حفصہ (رضی اللہ عنہا) اگر وہ بھی ایسا ہی کرتی ہے اور خاکساری وانکساری سے کام نہیں لیتی!

اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا (جوان کی بیٹی اور حضور ﷺ کی زوجہ تھیں) کے پاس جا کر کہا ''بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہرگز گستاخی نہ کیا کرو۔ دیکھو! ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے جلنے اور رشک کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ناز اٹھاتے ہیں۔ پس انتہائی تحمل سے کام لیا کرو۔

عورت میں ایک چیز ایسی موجود ہوتی ہے جسے ضعف کے سوا اور کسی چیز سے منسوب نہیں کر سکتے۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر، برداشت اور بردباری ہی موزوں رہتی ہے اور وہ جو ٹیڑھا پن ان میں پایا جاتا ہے اس کا علاج بہر حال تنبیہ اور ڈانٹ ہی ہے۔ مرد کو چاہیے کہ ایک طبیب اور معلم کا کردار ادا کرے۔ استاد کی طرح عورت کو تمام امور سمجھاتا بھی رہے اور ایک طبیب کی طرح ہر علت کا علاج بھی موقع کی مناسبت سے کرتا رہے۔ ویسے مجموعی طور پر صبر و تحمل ہی کو غالب رہنے دے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت کی مثال پہلو کی ہڈی کی سی ہے کہ اگر سیدھا کرنے کی کوشش کریں تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔

محبت پیار کے اظہار میں کیے گئے چھوٹے چھوٹے فعل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر کثیر کا باعث بنتے ہیں۔ اگر شوہر محبت سے روٹی کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو اس کا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔ محبت کا یہ فعل اور ایسے ہی دوسرے فعل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اپنی بیوی کے لبوں پر مہر محبت ثبت کرتا ہے۔۔۔ دونوں میاں بیوی محبت کے اپنے اس رویئے کی بدولت ثواب کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور ان کے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

بیوی کو پانی کا گلاس اپنے محبت بھرے ہاتھوں سے پلانا بھی شوہر کے لیے موجب ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب ایک شوہر اپنی بیوی پر پیار بھری نظر ڈالتا ہے اور بیوی بھی اس کی نظر کا ویسا ہی جواب دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔

شوہر اگر وفور محبت سے بیوی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دباتا ہے تو ان کے گناہ ہاتھوں کی انگلیوں کے رخنوں سے گر کر جھڑ جاتے ہیں۔ میاں بیوی کا باہمی اختلاط ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ایک شوہر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس خوشگوار رویہ کے نتیجہ میں ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کی طرف سے قیامت کے دن تک متواتر استغفار کرتا رہتا ہے" (۱۱۵)

سچی محبت کا بندھن جو شوہر اور بیوی میں ہونا ایک قدرتی امر ہے خاوند کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی وقت بھی بیوی پر غصہ سے چیخے چلائے۔ یہ شوہر کی بزرگی اور رتبہ کے منافی ہے کہ وہ ایسا رویہ اپنائے۔ اسے تو چاہیے کہ اپنے خوشگوار رویے سے گھر میں چاروں طرف خوشیاں بکھیر دے کہ اسے دیکھتے ہی بیوی بچوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھیں۔ خوشگوار محبت بھرا ماحول اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دعوت دیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک پیار و شفقت کرنے والا شوہر بیوی اور بچوں کی پرورش کا سامان کرنے کی تگ و دو کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کی روحانیت کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کام سے عہدہ برآ ہونے پر اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شوہر پر فرض ہے کہ خاندان میں محبت پیار قائم رکھے۔ وہ محبت کے بندھن میں شگاف نہ پڑنے دے۔ بیوی کی حماقتوں اور معمولی لغزشوں پر غم وغصہ کا اظہار نہ کرے کہ محبت کے دریا میں تلاطم آجائے۔ اس کا دل اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ وہ چھوٹی چھوٹی فروگزاشتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑے رتبے سے نوازا ہے۔ عورت سے زیادہ عقل وشعور دیا ہے تحمل و بردباری اس میں زیادہ ہے اور دماغی صلاحیتوں میں وہ بیوی سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ عورت ناقص العقل پیدا کی گئی ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا:

"محبت کرنے والوں کے لیے نکاح کی صورت میں محبت رکھی گئی ہے اس کی مثال نہیں" (۱۱۶) (ابوداؤد)

اسلام کی رو سے سچی اور پائیدار محبت نکاح کے بعد ہی میسر آسکتی ہے۔ یہ محبت پاک اور اللہ کی طرف سے بارحمت ہوتی ہے یہ وہ محبت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو میاں بیوی کے درمیان روحانی اقدار کو بلند کرتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نکاح نصف ایمان ہے۔

خلاصہ:

ادیان عالم کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں بلکہ ارتقائی منازل کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اس میں عورت کا کردار بالکل مفقود ہے۔ یہ تو گزشتہ ایک دو صدیوں کی بات ہے کہ حواء کی بیٹی کو عزت واحترام کے قابل تسلیم کیا گیا اور عورت کو بھی مرد کے برابر قرار دیا گیا لیکن اسلام کی ابتدائی تاریخ میں مسلم خواتین کا جو کردار رہا وہ آج سب دنیا کے لئے ایک واضح سبق بھی ہے، قابل تحسین کارنامہ بھی اور قابل فخر تاریخ بھی! بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اسلام کی تاریخ کی تو ابتدا ہی عورت کے شاندار کردار سے ہوتی ہے۔ اس دین حق کا تو نقطہ آغاز ہی عورت کے عظیم الشان کردار سے عبارت ہے! یہ بات الگ ہے کہ آج ترقی یافتہ ہونے کا دعوی کرنے والی دنیا حقوق نسواں کی علمبردار بنی ہوئی ہے اور چار پانچ صدیوں سے مغرب کی معاندانہ یلغار اور مسلسل لوٹ مار کے ستائے ہوئے مسلمان معاشروں میں جہالت وپسماندگی کے باعث مسلمان عورت سے اس کا تاریخ ساز کردار بھی چھین لیا گیا ہے اور وہ اس کردار سے بھی محروم کردی گئی ہے جو اسے دین اسلام نے سونپا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ تو شروع ہی عورت کے تعمیری وتاریخی کردار سے ہوتی ہے ہماری تاریخ تو عورت کی ہمت، دانائی، حوصلہ مندی اور دوراندیشی کے شاندار اور قابل فخر کردار سے معمور ہے۔ ہمارا نقطہ آغاز تو حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوتا ہے جب ضعیف وناتواں سمجھی جانے والی صنف نازک ہمت وعظمت کا ایک پہاڑ اور حوصلہ افزائی کا ایک سرچشمہ بن کر نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کھڑی ہوجاتی ہے اور ایک غیر متزلزل ستون کی طرح سہارا بن جاتی ہے۔ غار حراء سے اتر کر اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لے کر اپنی قوم کے پاس جب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو گھبراہٹ اور پریشانی کے سائے آپ کا پیچھا کر رہے تھے مگر اپنے شوہر کی پاکبازی، بلند اخلاق اور انسان دوست کردار کی گواہ بن کر نبوت

پر سب سے پہلے ایمان لے آئیں اور فرمایا کہ

''اے مجسمہ صدق و امانت! اللہ تعالیٰ آپ جیسے بلند کردار کو کبھی پریشانی اور گھبراہٹ کے سایوں کے سپرد نہیں کرے گا۔ آپ انسانی معاشرہ کے لئے اتنے بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے ہیں۔ جس انسان کا یہ مرتبہ و کردار ہو اللہ تعالیٰ اسے بھلا تنہا چھوڑ سکتے ہیں۔ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں اور یہ جو پیغام آپ کو ملا ہے اس کا لانے والا وہی جبریل امین، وہی ناموس حق اور وہی فرشتہ ہے جو ابراہیم، خلیل اللہ علیہ السلام اور موسیٰ، کلیم اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبیوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام حق لے کر آتا رہا ہے۔ آیئے میں اس کی تصدیق آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے کرائے دیتی ہوں جو مقدس صحیفوں کے عالم ہیں اور نبیوں کے احوال سے بخوبی آگاہ ہیں''۔

غار حراء میں گوشت پوست سے عبارت ایک فرد بشر کا سامنا عالم ملکوت کی دنیا کے سرخیل حضرت جبریل امین علیہ السلام سے ہوا یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ عرش سے فرش کے ارتباط کی بنیاد پڑ رہی تھی۔ اس کے وقوع پذیر ہونے پر سیّد وُلِدَ آدمَ حضرت سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی اور گھبراہٹ ایک فطرتی بات تھی بلکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ غیر فطری بات ہوتی مگر اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ حواء کی بیٹی کی عظمت کو انسان بھول گئے ہیں اس کی عظمت رفتہ کو اجاگر کرنے اور عورت کا مرتبہ ہمیشہ کے لئے منوانے کی غرض سے ایک خدیجہ الکبریٰ کے کردار کی ضرورت ہے۔ ایسا کردار جس کے سامنے انسانیت ہمیشہ جھکتی رہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے حج اور عمرہ مکمل کرنے کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی سنت کو لازم ٹھہرا دیا گیا ہے اسی طرح سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے عظیم الشان کردار سے عورت کی عظمت کو ہمیشہ کے لئے تسلیم کروالیا جائے۔

ابتدائے اسلام یا دوسرے لفظوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں مسلم خواتین نے زندگی کے ہر شعبہ میں بھرپور کردار ادا کیا اور بڑی آزادی اور خوشی کے ساتھ ادا کیا۔ علم سیکھنے سکھلانے کا میدان ہو یا معاشرتی خدمات کا میدان، اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ہو

یا سیاست وحکومت کے معاملات ہوں، سب میں خواتین کا واضح، روشن اور اہم کردار ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ایک ساتھ شریک ہوتے تھے اور دین کی باتیں پوچھتے اور سمجھتے تھے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن نے شکایت کی کہ خواتین سے متعلق کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہم اپنے باپ دادا اور بھائیوں کی موجودگی میں نہیں کرسکتیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے لئے ایک دن الگ سے مخصوص کردیا جس میں مرد شریک نہیں ہوتے تھے۔ اس طرح چھ دن مردوں کے ساتھ اور ایک دن الگ سے حاضر ہوکر اپنے مسائل کا حل پوچھتی تھیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک خواتین کی تعلیم وتربیت مردوں سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۱۲

۲۔ اسلام میں عورت کی حیثیت، ڈاکٹر عبید سلیم، کراچی، ماڈرن پبلی کیشنز ۲۰۱۰ء، ص ۴۵

۳۔ ولیم ایڈورڈ ہارٹ پول لیکی، ہسٹری آف یورپین مورالز مترجم تاریخ اخلاق یورپ، جلد دوم، ص ۱۸۲

۴۔ ایضاً، ۱۹۰

۵۔ پیدائش، باب ۳

۶۔ پولس کا پہلا خط تمطاؤس کے نام، باب ۱۲

۷۔ پولس کا خط افرینستون کے نام، باب ۱۱

۸۔ ۵/۱۴۷

۹۔ ۵/۱۴۸

۱۰۔ ۵/۱۵۵

۱۱۔ ۵/۱۵۷، ۱۵۸

۱۲۔ باب ۲

۱۳۔ ۸/۱۲

۱۴۔ ۱۲/۱۴

۱۵۔ ۱۵/۵

۱۶۔ صحیح بخاری: ۲/۸۸، باب صلته الوالد المشرك. كتاب الآداب

۱۷۔ مجمع الزوائد، ۸/۱۴۴، كتاب البر والصلة، باب صلته الوالد المشرك

۱۸۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۲۳۔۲۴

۱۹۔ الترمذی: ابواب البر الصلته، باب ماجاء فی دعاء الوالدین، صحیح ابن حبان، كتاب البر والاحسان، باب حق الوالدین

۲۰۔ صحیح مسلم: كتاب الایمان، باب بیان الكبائر و اكبرها/ صحیح ابن حبان: كتاب البر و الاحسان، باب حق والدین

۲۱۔ ترمذی: ابواب البر الصلته، باب ماجاء فی حقوق الوالدین

۲۲۔ مستدرك حاكم، كتاب البر و الصلة

۲۳۔ صحیح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل صلته اصدقاء الاب

۲۴۔ صحیح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل صلته اصدقاء الاب

۲۵۔ ابن ماجه، ابواب الادب، باب بر والدین، مستدرك حاكم، كتاب البر الصلته

۲۶۔ صحیح بخاری، ۲/۸۸۳، باب لا یجاهد الا باذن الأبوین، كتاب الادب

۲۷۔ صحیح بخاری، ۲/۸۸۴، باب حقوق الوالدین من الكبائر، كتاب الادب

۲۸۔ مجمع الزوائد، ۸/۱۳۰، باب ماجاء فی البر و حق الوالدین، كتاب البر و الصلته

۲۹۔ مستدرك حاكم، كتاب البر و الصلة

۳۰۔ المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۶۲۹۱، مستدرك حاكم، كتاب البر والصلته

۳۱۔ ابن ابی شیبه: كتاب الادب، باب برالوالدین، ترمذی: ابواب البر والصلة، باب الفضل فی رضا والوالدین

۳۲۔ ابن ابی شیبه: كتاب الادب، باب برالوالدین، ترمذی: ابواب البر والصلة، باب الفضل فی رضا والوالدین

۳۳۔ مستدرك حاكم، كتاب البر و الصلة

۳۴۔ ترمذی: ابواب البر والصلته، باب الفضل فی رضا الوالدین

۳۵۔ ابوداؤد، ۲/۷۰۰، باب بر الوالدین، کتاب الادب

۳۶۔ اسد الغابة، ۵/۴۱۳ نیز الاصابة وغیرہ؛ بالخصوص سیرت ابن ہشام، ۱/۱۲۱-۱۶۲؛ حاشیہ مبنی برطبری، الروض الانف، الاستیعاب اور شرح المواھب

۳۷۔ بلادری، انساب الاشراف، ۱/۱۱۸-۱۱۹؛ مصعب زبیری، نسب قریش ۱۷-۲۰؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، ۵/مختلف تراجم عمات؛ جمهرة انساب العرب، ابن سعد، ۸/۴۱-۴۵؛ مقالہ، بنو عبد مناف-عظیم تر خاندان رسالت، معارف اعظیم گڑھ، فروری- مارچ ۱۹۹۶ء؛ عبدالمطلب ھاشمی- رسولِ اکرم ﷺ کے دادا، دھلی، لاھور، ۲۰۰۴ء؛ ۵۰-۲ و مابعد

۳۸۔ عبدالمطلب ھاشمی...۱-۵۱؛ مقالہ، عم نبوی زبیر بن عبدالمطلب اور سیرتِ نبوی، تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، جولائی-ستمبر ۱۹۹۶ء

۳۹۔ اسد الغابة، ۵/۵۱۷؛ کان رسول اللہ ﷺ یزورھا ویقیل عندھا"؛ ابن سعد، ۸/۲۲۲، الاصابة، ۵/۵۱۷: اپنے شوھر جناب ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ آپ ﷺ کا خیال رکھتی تھیں۔

۴۰۔ اسد الغابة، ۵/۵۳۹

۴۱۔ ابن سعد، ۸/۴۸؛ اسد الغابة، ۵/۶۲۳ نیز کتب سیرت

۴۲۔ ابن سعد، ۸/۴۱-۴۲؛ اسد الغابة، ۵/۴۹۲-۴۹۳؛ الاصابہ ترجمہ صفیہ رضی اللہ عنہا

۴۳۔ اسد الغابة، ۵/۶۳۱

۴۴۔ بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین؛ مسلم، کتاب الحج، باب جواز اشتراط المحرم الخ وغیرہ؛ اسد الغابة، ۵/ ۴۷۵؛ فتح الباری مذکورہ بالا باب و کتاب

۴۵۔ اسد الغابة، ۵/۵۷۸

۴۶۔ مفصل بحث کے لئے ملاحظہ: عم نبوی زبیر بن عبد المطلب پر مقالہ مذکورہ

۴۷۔ اسد الغابة، ۵/۵۶۱

۴۸۔ ابن سعد، ۲۹۱-۸/۲۹۰

۴۹۔ اسد الغابۃ، ۵/۴۱۷

۵۰۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل ام ایمن؛ مضمون حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا مذکورہ بالا؛ نیز مذکورہ مضمون بر حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

۵۱۔ بخاری، کتاب النکاح، باب قیام المرأۃ علی الرجال فی العرس، حدیث: ۵۱۸۲؛ فتح الباری، ۹/؛ اسد الغابۃ، ۵/۵۶۵

۵۲۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت الخ؛ حدیث: ۱۲۴۳؛ فتح الباری، ۳/۱۳۷ اور مابعد؛ اسد الغابۃ۔ ۵/۶۰۳؛ ابن سعد، ۸/۴۵۹

۵۳۔ بخاری، کتاب الجهاد، باب الدعاء بالجهاد وغیرہ مختلف ابواب؛ مسلم، کتاب الامارۃ، باب الغزو فی البحر وغیرہ؛ فتح الباری، اسد الغابۃ، ۵/۵۷۵؛ مفصل بحث کے لئے خاکسار کی کتاب "وحی حدیث"، ۱۱۰-۱۰۱

۵۴۔ بخاری، کتاب الصوم، باب امن زار قوما الخ؛ حدیث: ۱۹۸۲؛ فتح الباری، ۴/۲۸۵ و مابعد؛ مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی ﷺ کتاب البر، باب من لعنه النبی ﷺ الخ؛ بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من جهز غازیا؛ مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل ام سلیم؛ اسد الغابۃ، ۵/۵۹۱؛ والاصابۃ وغیرہ

۵۵۔ اسد الغابۃ، ۵/۴۸۹؛ ابن سعد، ۸/۴۵۷

۵۶۔ اسد الغابۃ، ۵/۴۸۹

۵۷۔ ابن سعد، ۸/ ۴۵۲-۴۵۱۔ الاصابۃ وغیرہ

۵۸۔ مسلم، کتاب البیوع، باب فضل الغرس والزرع؛ ابن سعد، ۸/ ۴۵۷؛ اسد الغابۃ، ۵/۶۱۷

۵۹۔ اسد الغابۃ، ۵/۵۰۹

۶۰۔ بخاری، کتاب الشربۃ، باب الشرب من قدح الخ؛ حدیث: ۵۶۳۷ وغیرہ فتح الباری، ۱۰/۱۲۱ و مابعد

۶۱۔ اسد الغابۃ، ۵/۴۸۰

۶۲۔ مسلم، کتاب الجمعۃ؛ اسد الغابۃ، ۵/۶۲۵

۶۳۔ اسد الغابة، ۵/۳۱۵

۶۳۔الف۔ بخاری، کتاب الصلوة علی الحصیر، فتح الباری، ۱/۶۴۴ و مابعدہ اسد الغابة، ۵/۵۴۸

۶۳۔ب۔ اسد الغابه، ۵/۴۹۵

۶۴۔ اسد الغابة، ۶۲۲-۵/۶۲۱

۶۵۔ اسد الغابة، ۶۱۹-۵/۵۸۶

۶۶۔ مسلم، کتاب الاشربة، باب جواز استباعة؛ حدیث میں ان کا نام نہیں ملتا۔ لیکن کتب سوانح میں حضرت ابوطلحہ انصاری ؓ کے گھر کا واقعہ بتایا جاتا ہے

۶۷۔ اسد الغابة، ۵/۴۰۸

۶۸۔ ۵/۵۳۹

۶۹۔ ترمذی: ۲/۱۳، باب ماجاء فی النفقته علی البنات، ابواب البر الصلته

۷۰۔ ترمذی: ۲/۱۳، باب ماجاء فی النفقته علی البنات، ابواب البر والصلته

۷۱۔ ابن ماجه، ۲/۳۱۰، باب بر الوالدین والاحسان الی البنات، أبواب الأداب

۷۲۔ صحیح بخاری، ۲/۸۸۷، باب رحمته الولد و تقبیله و معانقته، کتاب الأدب

۷۳۔ صحیح بخاری، ۲/۸۸۷، باب رحمته الولد و تقبیله و معانقته، کتاب الأدب

۷۴۔ مجمع الزوائد، ۸/۱۵۵، باب ماجاء فی الأولاد، کتاب البر و الصلة

۷۵۔ مجمع الزوائد، ۸/۱۵۶، باب ماجاء فی الأولاد، کتاب البر و الصلة

۷۶۔ مشکوٰة، ۲/۴۲۳، الفصل الثانی، باب الشفقته و الرحمته علی الخلق

۷۷۔ صحیح مسلم : ۲/۳۳، باب فضل الاحسان الی البنات، کتاب البر و الصلة

۷۸۔ صحیح بخاری، ۲/۸۸۷، باب رحمته الولد و تقبلیله، و معانقته، کتاب الأدب

۷۹۔ جامه ترمذی، ۲/۱۳، باب ماجاء فی النفقته علی البنات، ابواب البر

الصلته

۸۰۔ جامع ترمذی، ۲/۱۳، باب ماجاء فی النفقته علی البنات، ابواب البر الصلته

۸۱۔ صحیح مسلم، ۲/۳۳۰، باب فضل الاحسان الی البنات، کتاب البر و الصلة

۸۲۔ مجمع الزوائد، ۸/۱۸، باب ماجاء فی الأولاد، کتاب البر و الصلة

۸۳۔ مجمع الزوائد، ۸/۱۸، باب ماجاء فی الأولاد، کتاب البر و الصلة

۸۴۔ صحیح بخاری: ۲/۸۸۶، باب رحمته الولد و تقبلیه و معانقته، کتاب الأدب

۸۵۔ ابن سعد، ۳۹-۸/۱۹

۸۶۔ بخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، حدیث: ۲۱۲۲؛ نیز ۵۸۸۴؛ فتح الباری، ۳۳۳-۴/۳۲۸؛ مسلم، کتاب الفضائل حسن رضی اللہ عنہ

۸۷۔ بخاری، کتاب الفضائل، مناقب فاطمة علیها السلام، حدیث: ۳۷۶۷؛ فتح الباری، ۱۳۳-۷/۱۳۲؛ مسلم، کتاب الذکر

۸۸۔ ابن سعد، ۸/ ۲۸۲

۸۹۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببکاء اهله علیه؛ حدیث: ۱۲۸۴ اور اطراف حدیث؛ فتح الباری، ۳/۱۹۳ و مابعد؛ مسلم، کتاب الجنائز

۹۰۔ ابن سعد، ۸/۲۸۲

۹۱۔ اسد الغابة۔ ۵/۶۰۵

۹۲۔ بخاری، کتاب الصیام، کتاب فضائل القرآن و کتاب الادب کے ابواب؛ مسلم، کتاب الصیام

۹۳۔ اسد الغابة۔ ۵/۳۹۳

۹۴۔ اسد الغابة، ۵/۳۸۷

۹۵۔ ابن سعد، ۲۲۵-۸/۲۲۴

۹۶۔ ابن سعد، ۲۲۵-۸/۲۲۴

۹۷۔ ابن سعد، ۲۳۱-۸/۲۲۹

۹۸۔ ابن سعد، ۸/۲۹۰

۹۹۔ ابن سعد، ۸/ ۲۹۲

۱۰۰۔ ابن سعد، ۸/ ۲۹۳

۱۰۱۔ اسد الغابۃ، ۵/ ۵۸۲

۱۰۲۔ بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، حدیث: ۶۰۸۵؛ فتح الباری، ۱۰/ ۶۲۲-۶۱۸

۱۰۳۔ مستدرک حاکم، کتاب البر و الصلۃ /ترمذی : ابواب البر و الصلۃ، باب بر الخالته

۱۰۴۔ ترمذی، ابواب البر والصلته، باب بر الخالته

۱۰۵۔ ترمذی : ۱/۲۱۹، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، ابواب الطلاق و لرضاع

۱۰۶۔ مشکوٰۃ: ۲/۲۸۲، باب عشرۃ النساء و ما لکل و احد من الحقوق، کتاب النکاح

۱۰۷۔ مشکوٰۃ، ۱/۲۸۱، باب عشرۃ النساء و ما لکل و احد من الحقوق، کتاب النکاح

۱۰۸۔ صحیح بخاری، ۲/۸۷۹، باب الوصاۃ بالنساء، کتاب النکاح

۱۰۹۔ مشکوٰۃ، ۲/۲۸۰، باب عشرۃ النساء و مالکل واحد من الحقوق، کتاب النکاح

۱۱۰۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب ۶

۱۱۱۔ ترمذی، ابواب المناقب باب فضل ازواج النبی ،ابن ماجہ کتاب النکاح

۱۱۲۔ سنن ابی داؤد

۱۱۳۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب الجھاد

۱۱۴۔ صحیحبخاری و مسلم

۱۱۵۔ الحدیث

۞

عورت کا مقام اور ان کے حقوق

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر حسین بانو

ABSTRACT

The very first institution of humanity has always been women's cradle this is the main reason she has been a target of conspiracies deprived of human rights respect and survival over the ages. If we take a look at all the religions worldwide we find that woman has always been treated contemptibly and has been blamed for anarchy and turmoil all the way back. Christianity Judaism Hinduism Buddhism have always considered her inferior and have given her a lower hand handled as a property sold as a commodity and buried alive were the main sources of Persecution and torture. Several women used to be in a man's possession at a time treated with cruelty and hatred thus the light of Islam spread giving each individual a feeling of superiority respect and honor. According to the teaching of Islam women is regarded as sign of respect and honour irrespective of the role she plays. Mother daughter or wife. Being a mother she carries the heaven under her feet and again is a sign of respect and honour if she is a sister or daughter, the holy Quran dedicates its two whole surahs nisa and nor explaining different aspects of a woman's life. The prophets household including his wives and daughters is a perfect role model for the sisters and daughters of the Muslim ummah. Islam offers women religious social and political rights and using them in the right way she should act as a role model for the future generations and should not become a source of cheap entertainment for the society, a wise philosopher once said give me a good mother and I will grantee you an excellent generation if women realize their status and responsibilities in this era a promising future is not away.

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ (۱)

شاعر نے کائنات کی بے رنگی دیکھ کر عورت کے وجود کی خوبصورتی و دلکشی کو رنگ قرار دیا ہے۔عورت وہ ہستی ہے جس میں فطرت کی ساری رنگینیاں ،قدرت کی ساری رعنائیاں ،اور چمن زاروں کا سارا حسن ونکھار سمو دیا گیا ہے عورت کے وجود کے بغیر فطرت کی یہ ساری گل کاریاں اور اس کے سارے نغمے سونے سونے ہیں عورت کے بغیر زندگی ویران اور بے کیف ہے دنیا کی ساری رنگینیاں عورت کے ہی دم سے ہیں ۔عورت تمدنِ انسانی کا محور باغ انسانیت کی زینت ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اللہ تعالی نے ان کی دل بستگی کے لئے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔

لفظ عورۃ کی قرآن سے تحقیق:

عورت ''عورۃ'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیز ،قرآن وسنت میں لفظ نساء استعمال ہوا ہے جو امراۃ کی جمع ہے قرآن کریم میں ایک سورۃ کا نام النساء ہے۔عورت کے لغوی معنی ستر اور شرمگاہ کے ہیں۔آزاد عورت کا سارا بدن سر سے پاؤں تک عورت ہے۔شرمگاہ ہے جس کا چھپانا ضروری ہے۔قرآن میں ہے:

انَّ بُیُوتَنَا عَوۡرَۃٌ (۲)

منافقوں نے کہا تھا کہ ہمارے گھر عورت یعنی غیر محفوظ ہیں۔

اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ (۳)

یعنی ایسے لڑکوں سے پردہ نہیں جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے ناواقف ہیں

ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّکُمۡ (۴)

تین (وقت یعنی) نماز صبح سے پہلے ،دوپہر ،نمازِ عشاء کے بعد تمہارے پردے کے ہیں۔عورات جمع ہے عورت کی اور عورت کے معنی ستر کے ہیں۔

عورۃ المومن علی المومن حرام۔

مسلمان کا عیب (ننگ) دوسرے مسلمان پر حرام ہے (یعنی اس کا راز فاش کرنا)

اَلۡمَرۡاَۃُ عَوۡرَۃٌ (۵)

عورت عورت ہے (یعنی اس کا بے پردہ ہونا باعث شرم ہے۔

عورت نوع انسانی کا پہلا مکتب ہے۔یہی وجہ ہے کہ عورت زمانے کے اکثر ادوار میں